بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیا شیخ نے یہ ناول (فتح) صرف اور صرف نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھا ہے۔اس ناول (فتح) کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام صرف اور صرف نیو ایرا میگزین(New Era Magazine) کے نام محفوظ کیے جاتے ہیں۔ لہذا کسی بھی ادارے،ڈائجسٹ،سوشل میڈیا،ویب سائٹ یا کوئی بھی فرد بمعہ مصنف کو اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں شائع کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں قانونی کاروائی کی جائے گی۔

شکریہ

ادارہ:نیو ایرا میگزین

****

New Era Magazine

تعارف:

موحد،احد اور راحمین انکی بہن ہے۔صبا اور عاصم صاحب کی کُل متاع ھیں۔موحد یونیورسٹی میں بی۔ایس عربی کا طالب علم ھے اور اپنی اچھے نمبروں کی بنیاد پر فری پڑھتا ھے۔احد نھم کلاس کا طالب علم ھے اور شرارتی طبیعت کا مالک ھے۔راحمین ایف۔اے کی طالب علم ھے لیکن غیر معمولی ذھانت کی مالک نہیں ہے۔اور متوسط نمبرز حاصل کرتی ہے۔موحد کی لاڈلی ہوتی ہے۔صبا نیک اور صبر و شکر کی پیکر خاتون ہیں۔عاصم صاحب آرمی میں میجر آفیسر تھے۔اور انھوں نے وطن کے لیے اپنی جان نثار کر دی۔موحد بہت ہی ذہین لڑکا ہے۔وہ نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں میں اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کرتا ہے۔....یونیورسٹی میں اسکا ہم جماعت علی جو امیر باپ کا عیاّش بیٹا ہے۔اور غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث ہے۔حسنیٰ انھی کی کلاس کی ہو نہار اور باپردہ لڑکی ہے۔وہ دینی گھرانے سے تعلق رکھتی ہے۔ان کے گھر کا ماحول بہت سخت ہے جس سے وہ سخت نفرت کرتی ہے۔

گھپ اندھیرا ہر سو پھیلا ہوا تھا اور فجر کی اذان کی آوازوں نے ماحول کو معطر کیا۔۔۔۔اس اذان کی آواز موحد کے کان سے ٹکرائی ی تھی اور اسکے وجود میں جُنبش ہوئی ی۔۔۔۔چند لمحات بستر میں آنکھیں موندے لیٹے رہنے کے بعد وہ بیڈ سے اٹھا اور جوتوں کو پاؤ ں میں پہنتے ہوئے وہ سیل کو دائی یں سائی یڈ ٹیبل سے اٹھا کے اسکو چیک کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔ غسل کے ارادے سے واش روم میں جا چکا تھا اور کچھ منٹوں کے بعد وہ لباس تبدیل کیے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔۔ کہنیوں سے بازو نیچے کرتے ہوئے وہ انکے بٹنوں کو بند کر رہا تھا۔۔۔اور وضو کے قطرات اسکے چہرے سے لڑکھڑا کے اسکے کُرتے میں جذب ہو رہے تھے اور وہ لبوں کو جنبش دیے وضو کے بعد کی دعائی یں پڑھ رہا تھا۔۔۔۔۔وہ بیڈ کے دراز میں سے گھڑی نکال کر پہن رہا تھا جب اسکی نظر بیڈ کے دوسری طرف دنیا و مادی فیہا سے بے خبر نیند کی وادیوں میں غرق احد پر پڑی۔ اسکو مسجد لے جانے کے ارادے سے وہ اسکی طرف دھیمے قدموں بڑھا تھا۔۔۔۔۔۔ احد نے موحد کے قدموں کی چاپ سُنتے ہی چادر کو مُنھ تک مضبوطی سے اوڑھ لیا تھا۔۔۔۔"احد میں دیکھ چُکا ہوں۔۔اُٹھو نماز کا وقت ہو رہا ہے"

"احد کو جیسے ہی اپنی غلطی پکڑے جانے کا احساس ہوا وہ فوراً مُنھ میں بولا" واللہ عقاب جیسی آنکھیں ہیں۔۔ مجال ہے کبھی میرا غلط کام انھیں مطلب چلتے پھرتے کیمرے کو نظر نہ آئے" وہ اپنے آپ پر کُڑھتا ہوا لحاف خود سے ہٹائے اٹھا اور جوتی پہن کر واشروم میں داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔پھر بمشکل غسل لینے کے بعد اور اپنی زوروں سے آنی والی نیند کو جبراًسُلا کر کُچھ لمحات بعد وہ دونوں مسجد کیطرف چل پڑے تھے۔۔۔۔۔

نماز کی امامت کروانے کے بعد موحد حسب معمول ملاقاتوں میں مصروف تھا۔۔۔اور اسکی مصروفیت کو غنیمت جانتے ہوئے احد حسب معمول نماز کے فوراً بعد عقاب کی رفتار کیساتھ بھاگتا ہوا گھر پہنچا اور آتے ہی اُسکی نظر راحمین پر پڑی جو اپنی کمرے کیطرف جارہی تھی۔۔۔"توبہ۔توبہ گھر میں کیسے کافروں کو رکھا ہوا ہے۔۔ نماز تک نہیں پڑھتے۔۔!اللہ ہدایت دے ایسے ظالموں کو۔" احد نے دیکھتے ہی جذباتی تقریر جھاری۔

" ماشاءاللہ! آپ تو چلتے پھرتے فرشتے ہیں نہ۔۔" راحمین نے بھی موقع کو غنیمت جانا اور فوراًوار کیا۔وہ بھی کسی سے کم تو نہ تھی۔احد جواب تو دینا چاہتا تھا لیکن سامنے اُنکی امّی جان تشریف لارہی تھیں تو فی الحال اُسکی عافیت خاموشی میں ہی تھی۔۔

آپی! نماز کا وقت نکل رہا ہے آپ نماز پڑھ لیں باقی باتیں بعد میں ہوتی رہیں گیں - احد نے ادباً کہا۔ ابھی وہ اس احتراماً گفتگو کا مقصد سمجھ نہیں سکی تھی کہ پیچھے سے امّی نے کہا کہ بیٹا احد صحیح کہہ رہا ہے جلدی نماز ادا کر لو! احد پیاری سی مُسکراہٹ اُسکی طرف اُچھال کے اپنے کمرے کیطرف بڑھ گیا۔ راحمین کی غُصیلی نگاہیں اُسکا تعاقب کر رہی تھیں۔ احد کمرے میں داخل ہونے سے پہلے مُڑا اور اُنگلیوں س کو وکٹری ✌) کی علامت کیطرح بنایا۔۔ اسکی حرکت کو دیکھ کر راحمین تلملا اُٹھی اور جل بھُن کر نماز ادا کرنے کے ارادے سے چل پڑی

❤❤❤❤

موحد حسبِ معمول شلوار کُرتا پہنے کانوں میں ہینڈ فری لگائے آہستہ آہستہ چل رہا تھا اور قاری مشاری (سعودی عرب کے مشہور تلاش وت کرنے والے قاری) کی خوُبصورت آواز اُسکے کانوں میں گوُنج رہی تھی۔ اور اُسکی روح میں مٹھاس گھول رہی تھی۔

New Era Magazine

"اے لوگو! تم اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور اُن لوگوں کو جو تُم سے پہلے تھے تا کہ تُم پرہیز گار بن جاؤ"

(سُورۃ البقرہ:22)

اُس نے فون کی سکرین پر اُنگلی چلائی ی اور اب تلاوت اُسی آیت پر رُک چُکی تھی۔ اب وہ اپنے رب سے مُخاطب ہوا "اللہ جی! آپ نے اس آیت کے شروع میں اے لوگو کہہ کر مُخاطب کیا ہے مطلب کہ آپ سب کو کہہ رہے ہیں ۔ آپ نے یہ نہیں کہا کہ اے میرے عبادت گُزار بندو! یا اے میرے خاص بندو! بلکہ آپ نے سب کو ہی متوجّہ کیا کیونکہ یہ قرآن تو سب کے لی ئے ہے۔ یہ واضح ہداہت مُشترکہ ہے جو بھی اسکے احکامات پر عمل کرے گا وہی صرف کامیابی حاصل کرے گا ورنہ سب کا سفر سیراب کی مانند ہے جسکی کوئی منزل نہیں ہوتی۔ ہمارا اور آپکا معیار کتنا مُختلف ہے نہ ہم تو اُنکو عزیز رکھتے ہیں جو معمولاتِ زیست (زندگی) میں ہمارے لیے مددگار ثابت ہوتے ہیں یا جن سے ہمیں پیار ہوتا ہے لیکن آپ تو سب سے محبّت کرتے ہیں کیونکہ پُوری مخلوق آپکا کُنبہ ہے۔ اب وہ گراؤنڈ کا چکر لگا چُکا تھا اور اب سورج کی کرنیں آہستہ آہستہ اُفق سے پھوٹ رہی تھیں۔ یہ روشنی آہستہ آہستہ اسکے نقوش کو واضح کر رہی تھی۔ "تم اپنے رب کی عبادت کرو" آپکی عبادت

کرنے والے کم نہیں ہیں لیکن پھر بھی آپ ہمیں کہہ رہے ہیں کیونکہ اس میں ہمارا فائی دہ ہے اور ہم آپکو اسطرح چھوڑے بیٹھے ہیں جیسے ہمارے بہت خدا ہوں لیکن آپ ہمیں ایسے دعوت دے رہے ہیں جیسے بس ہم ہی صرف آپکے بندے ہوں۔ اللہ جی آپ نے صرف ہمیں پیدا ہی نہیں کیا بلکہ ہمارے لیے زمین کو فرش بنایا اور اسی سے ہماری ضروریات کی تمام چیزیں ہمیں حاصل ہوتی ہیں۔ آسمان کو ہمارے لیے چھت بنایا۔ اللہ جی یہ آپکا ہمارے لیے پیار ہی تو ہے جو آپ نہ صرف ہمیں رزق دیتے ہیں بلکہ ہم سے پیار بھی کرتے ہیں۔ اب مکمل اُجالا ہو چکا تھا اور اس نے اپنی گھڑی پر وقت دیکھا اور گھڑی سات بج جانے کا پیام دے رہی تھی۔ اب وہ گھر کیطرف روانہ ہوا تھا کیونکہ اسکو ضروری امور سرانجام دینے تھے۔۔۔۔

❤❤❤❤

اے۔پی کے موبائل کی گھنٹی بجی وہ ڈرائیونگ کر رہا تھا اور اس نے گاڑی کو سڑک کے سائیڈ پہ روکا اور کال کو موصول کیا ہے اور فون کو کان کیساتھ لگایا "والسلام باس" اُس نے مُسکرا کر کہا اور ملنے والی ہدایات کو غور سے سُنا اور کُچھ لمحے بعد کہا جی

New Era Magazine

باس! میں انفارمیشن اکٹھی کر رہا ہوں۔ اُمید ہے کہ جلد ہی میں اُس گینگ تک پہنچ جاؤں گا۔

اوکے باس! کال کے منقطع ہوتے ہی اُسنے فون کو سائیڈ سیٹ پر رکھا۔ اور دوبارہ گاڑی چلانا شروع کر دی۔ تھوری دیر کے بعد اس نے گاڑی ہوٹل کے گیراج کے اندھیرے والے حصے میں روکی اور سیٹ بیلٹ کو کھولنے کے بعد گاڑی سے نکلا اور ہوٹل میں داخل ہو گیا۔ وہ راہداری میں سے گزرتا ہوا سیدھا اپنے کمرے میں گیا اور اپنی جیکٹ اتار کے بیڈ پر رکھی۔ سائیڈ ٹیبل پہ پڑے جگ میں سے گلاس میں پانی انڈھیلا اور لبوں سے لگا لیا۔ اسنے اپنی وارڈروب سے کپڑے نکالے اور شاور کے ارادے سے واشروم میں چلا گیا۔ دس منٹ بعد وہ کھلے ٹراؤزر اور سفید ٹی شرٹ میں ملبوس واشروم سے نکلا۔ اسکے بال ہلکے نم تھے۔ اس نے تولیے سے بالوں کو رگڑا اور پھر بالوں کو سٹائل دیا اور پرفیوم کو اپنے اوپر چھڑکا نہیں بلکہ یہ کہنا درست ہو گا کہ اپنے اوپر انڈھیلا۔ کیونکہ وہ خُشبو کا دیوانہ تھا۔ اور یہ بات اسکے قریبی سرکلمیں سبھی لوگ جانتے تھے کو وہ خوشبو کا دیوانہ ہے اس لیے وہ جب بھی اسے تحفہ دیتے تو پرفیوم انکی پہلی ترجیح ہوتی۔ اسی وجہ سے اسکے پاس پرفیومز کی بہت بڑی کولیکشن تھی۔۔۔

❤❤❤❤

بابر نے بلیک جینز کیساتھ سفید آدھے آستینوں والی ٹی شرٹ پہن رکھی تھی اور شرٹ کے اوپر کالے رنگ کی ہوڈ پہنی ہوئی تھی اور اسکی کیپ کو سر پہ لیا ہوا تھا جسکی وجہ سے اسکا آدھا چہرہ چھپا ہوا تھا۔ وہ جیسے ہی یونیورسٹی میں داخل ہوا تو ارر گرد موجود تمام لڑکیاں نے ستائش بھری نظروں سے اسکو دیکھا لیکن وہ اس سب سے قطع نظر لاپرواہ سا چل رہا تھا اور یہ لاپرواہی اسکی شخصیت کی خاصیت تھی۔ اسکے نزدیک وہ لوگ اہمیت نہیں رکھتے تھے جو ظاہری حالتوں سے متاثر ہوتے تھے۔۔ اسکے نزدیک اصل اہمیت ان لوگوں کی تھی جو مضبوط ہوتے ہیں اور زندگی کے ہر جنگ میں اپنے ہوش وحواس کو قابو میں رکھتے ہیں اور مستقل مزاج رہتے ....وہ ہال وے سے چلتا ہوا کلاس میں گیا اور اپنی نشست سنبھال لی۔ اور آہستہ آہستہ کلاس میں طالب علم آنا شروع ہو گئے تھے اور پانچ منٹوں کے بعد پروفیسر صاحب داخل ہوئے۔ انھوں نے سلام دعا اور رول کال کے بعد پڑھانا شروع کر دیا۔ وہ کلاس میں پچھلی کھڑکی کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کلاس کا آغاز ہو چکا تھا اور ابھی کچھ ہی لمحے قصّہ پارینہ بنے تھے کہ دروازہ کھُلا اور نقاب پوش لڑکوں کا ایک گروہ اندر

New Era Magazine

داخل ہوا۔ان سب کا حلیہ غُنڈوں جیسا تھا۔اس فوراً افتاد کے لیے کوئی ی بھی تیار نہ تھا تو سب سہم کر ایک دوسرے کیطرف دیکھ رہے تھے اور کوئی ی بھی اس سب کو سمجھ نہیں پایا۔سب کی چیخیں انکو کلاس میں دیکھ کر ہوا میں معلق ہوئی یں۔سب غنڈوں کے ہاتھوں میں گنز تھیں اور ان سب نے اپنے چہروں کو اچھے سے چُھپایا ہوا تھا اس لیے کوئی ی ذی روح انھیں پہچان نہیں سکا۔۔۔بابر چونکہ کلاس کے پچھلے حصّے میں بیٹھا ہوا تھا۔ایک غُنڈے نے آگے بڑھ کر حُسنی کی کلائی ی کو مضبوطی سے تھام لیا کیونکہ وہ اسکے بلکل سامنے کھڑی تھی اور اسکے ماتھے پر گن تان لی ۔غُنڈے کے اس عمل کو دیکھ کر کلاس میں موجود لڑکیوں کی دبی دبی چیخوں کا ارتعاش پیدا ہوا۔حُسنی کی آنکھوں سے آنسو کی لہریں مسلسل بہہ رہی تھیں اور اسکو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔بابر یہ دیکھ کر فوراً آگے بڑھا اور ایک ہی لمحے کے بعد گیم کا پانسہ بدلا اور اب بابر غُنڈے پر گن تھام کھڑا تھا اور اُس نے حُسنی کا بازو اُسکی گرفت سے آزاد کروایا اور وہ لڑکیوں کے پاس لڑکھڑا کر گِر گ ئی ی۔لیکن اسی لمحے غُنڈوں کے لیڈر نے اشارہ کیا اور اس اشارے کی دیر ہی تھی کے تمام غُنڈے اس پر اُبل پڑے۔ابھی کُچھ لمحے ہی گُزرے تھے کے باہر سے پولیس کے سائی رن کی آواز آئی ی اور وہ سب ایک ہی جست میں وہاں سے غائی ب ہو گ ئی ے اور کلاس کے

تمام طالب علم اسکا حال پوچھنے اسکے قریب آئے۔وہ اوندھے مُنھ پڑا تھا۔اُدھر حُسنی بے ہوش ہوچکی تھی اور لڑکیاں اسکے گرد گروہ بنا کر کھڑی تھیں اور اسے ہوش میں لانے کی کوشش کررہی تھی ....پروفیسر صاحب اب باقی پروفیسر ان اور ڈاکٹر کیساتھ داخل ہوئے کیونکہ وہ غنڈوں کے جانے کے فوراًبعد جیسے ہی پولیس کلاس روم میں آئی ی وہ انسپکٹر ارحم کیساتھ حادثے کے متعلق انکوائی ری کیل ئے کلاس سے باہر تشریف لے گ ئے۔اور باقی پولیس کی ٹیم کلاس روم کا معائنہ کرنے لگی۔

ڈاکٹر بابر کی مرحم پٹی کررہا تھا۔بابر جیسے ہی بینڈج کے بعد فارغ ہوا وہ تمام قانونی کاروائی ی کے بعد یونی ورسٹی سے نکل گیا۔حُسنی کو اب ہوش آچکا تھا۔بس کلائی ی پر غنڈے کے ہاتھ کا نشان تھا جہاں اُسے درد کا احساس ہورہا تھا۔ڈاکٹر نے صدمے اور درد کی شدّت کو کم کرنے کے ل ئے انجیکشن لگا دیا۔تمام قانونی کاروائی ی کے بعد حُسنی کو بھی پولیس موبائی ل میں گھر بھیجا گیا تھا۔

موحد جیسے ہی واک کے بعد گھر پہنچا تو نئ ے ہنگامے کا سامنا کرنا پڑا۔سامنے نیا ہی محاز اسکا مُنتظر تھا۔پورے گھر میں احد کی تقریر کا شور تھا۔اُسکی تقریر کچھ یوں تھی "تمام معزّز والدین سے گزارش ہے مہربانی فرما کر اپنے بچّوں کے احساسات کا خیال کریں اور انھیں صبح سویرے سکول نہ بھیجیں بلکہ انکو آرام کرنے دیا جائے جس سے انکی صحت پر کافی اچھا اثر پڑے گا اور چند ہی روز میں وہ ٹماٹر کیطرح سُرخ اور گولو مولو ہو جائی یں گے۔اور ہاں اگر وہ کوئی ی شرارت کریں تو انکو مارنا تو دور بلکہ انکو کہا بھی نہ جائے اس سے انکی چہرے کی جلد بلکُل فریش رہے گی اور انکو روزانہ پیزّہ کھلانے بھی لے جایا جائے اور کھُلی پاکٹ منی بھی دی جائے کیونکہ انکے بھی کچھ اخراجات ہوتے ہیں" بحکم احد عاصم منسٹر آف حقوق چھوٹی قوم یعنی بچہ پارٹی ۔وہ جیسے ہی تقریر سے فارغ ہوا تو اسنے فخریہ انداز میں سامعین واحد یعنی راحمین کو دیکھا جو کہ اُسکی پرجوش پر کھی کھی کر رہی تھی اور اچانک اسکی نظر کچن کے دروازے پر کھڑے موحد پڑی جو کہ کچن کے دروازے کیساتھ کمر ٹکائے کھڑا تھا۔جیسے ہی اسک نگاہ پڑی تو اسکا مائی ک یعنی کفگیر اسکے ہاتھوں سے پھسلا اور زمین بوس ہو گیا۔راحمین تو یہ منظر دیکھ کے ہی رفوچکّر ہو گ ئی اور پھر اونٹ یعنی احد آیا پہاڑ کے نیچے۔اپنی غلطی پکڑی جانے کے بعد ہی اسکی تو سوچنے کی قوّت ہی مفلوج ہو

کے رہ گ ئ ی تھی۔وہ ابھی اس منظر عام سے غائ ب ہونے کی لیے پر تول ہی رہا تھا کہ موحد اسکے پاس آیا اور اسنے اپنا ہاتھ اُٹھایا اور احد کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی ی لیکن احد تو ایک زوردار تماچہ توقّع کر رہا تھا۔وہ تو اس بات کو ہضم ہی نہیں کر پا رہا تھا کہ اسکے کسی غلط کام کو نظر انداز بھی کیا جا سکتا ہے۔اور موحد کا تو ہنس ہنس کر بُرا حال ہو رہا تھا۔ تھڑی دیر کے بعد اسکی ہنسی کو سٹاپ لگا اور وہ کچھ کہنے کے قابل ہوا ۔"چھوٹے! کہاں سے آتے ہیں ایسے خیالات تمہارے دل میں۔" اسنے چہرے پر مسکراہٹ سجائے کہا۔ .... احد نے بس کھی کھی کرنے پر اکتفا کیا کیونکہ بھیا کا کمپریسر مطلب کبھی بھی گرم ہو سکتا تھا۔............ چلو شاباش جلدی تیار ہو جاؤ میں آج تمہیں اور ہانی کو خود چھوڑ کے آؤں گا۔وہ یہ کہتے ہی اپنے کمرے کیطرف روانہ ہو گیا۔"مجال ہے جو کبھی میری کسی تقریر کا ان پہ اثر ہوا ہو۔پھر مجھے قید خانے یعنی سکول بھیج رہے ہیں۔انکو کیوں سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ سکول میرے ٹیسٹ کے مطابق نہیں ہے۔میرے اتنے بڑے خواب ہیں وہ اس ننّے مُنّے گندے سے سکول میں پورے نہیں ہو سکتے" اس نے جل بُھن کر سوچا اور اپنے کمرے میں سکول جانے کے ارادے سے تیار ہونے کے لیے چلا گیا۔اس سے پہلے کے امی اپنے اوزار لیے کمرے میں داخل ہو تیں۔وہ تینوں اپنے کام پر جانے کی غرض سے بلکل

تیار تھے اور ڈائی ینگ ٹیبل پر ناشتہ کر رہے تھے۔احد خلاف معمول خاموش بیٹھا تھا
۔ابھی ہانی نے یہ سوچا ہی تھا کہ اسکے شُوز پر بھارے مردانہ پاؤں آرُکے اور اسکو یوں
محسوس ہوا جیسے اسکا پاؤں کسی بلڈوزر کے نیچے آگیا ہو۔اُس نے زور دار چینخ
ماری۔سب نے اسکی طرف دیکھا اور احد نے تو حد ہی کر دی۔"آپی جان! کیا ہوا
؟"لہجے میں دنیا بھر کی معصومیت سموئے اس نے پوچھا۔ہانی سارا ماجرہ سمجھ چکی تھی
ابھی وہ بولنے ہی والی تھی کہ صبا نے کہا کہ جلدی ناشتہ ختم کرو تم لوگوں کو دیر ہو رہی
ہے۔احد نے فوراََہی امی کی بات سے اکتفا کیا اور ہانی کیطرف دیکھتے ہوئے پیار سے
آنکھیں ٹمٹمائی یں۔ہانی کی تو روح تک جھلس گ ئی تھی۔۔موحد نے ہانی کو کالج چھو
ڑا اور احد کو اسکے سکول چھوڑنے کے بعد وہ اپنے کاروبار کے سلسلے میں کسی دوست
سے ملنے چلا گیا۔عاصم صاحب کی وفات کے بعد کاروبار کی ذمہّ داری موحد کے
کندھوں پر آگ ئی تھی۔وہ اپنے دوست کیساتھ مل کر ایک لیدر جیکٹ کی کمپنی
چلا رہا ہے۔آہل حیات اسکا سکول کا دوست ہے اور وہ دونوں کمپنی میں برابر کے
حصہ دار ہیں۔آہل شہر میں رہ کر کاروباری معاملات کو ہینڈل کرتا ہے۔لیکن موحد
زیادہ تر شہر اور ملک سے باہر رہتا ہے ۔موحد زیادہ تر کاروباری معاملات کو نہیں دیکھ
پاتا لیکن اس کے باوجود وہ دونوں منافع کو برابر تقسیم کرتے ہیں۔ان دونوں کی جگری

یاری اور ان کی دوستی کی مثال دنیا دیتی ہے۔ آہل اپنے والدین کی اکلوتی اولاد ہے اور آہل موحد کی غیر موجودگی میں اسکے گھر کے معاملات بھی دیکھتا ہے۔ اور انکے گھر میں بھی آہل کی حیثیت ایک فرد کی سی ہے۔ .... موحد جیسے ہی آفس میں داخل ہوتا ہے تو تمام ورکز اس سے سلام کرتے ہیں اور اسکی خیر و عافیت دریافت کرتے ہیں۔ وہ ایسا ہی تھا سب سے پیار کرنے والا، ہر ایک کا ادب کرنے والا اور سب کیساتھ عزت و احترام سے پیش آنے والا۔ جیسے ہی وہ آہل کے آفس کے باہر پہنچا اس نے دروازے پر دستک دی۔ آہل کے سامنے فائلز کا انبار تھا اور وہ فائلز پر جھکا ہوا تھا۔ جیسے ہی موحد نے دوبارہ دستک دی تو اس نے غصے سے "یس! کم ان بولا" کیونکہ کام کے دوران وہ ذرا سی بھی ڈسٹربنس برداشت نہیں کرتا تھا اور آفس میں تمام اسکی عادت سے واقف تھے اور کوئی ی بھی ایسی گستاخی نہیں کرتا تھا۔ وہ غصے سے آگ بگولہ ہو رہا تھا اور اسی دوران موحد اندر داخل ہوا۔ پہلے تو وہ حیران ہوا اور پھر وہ ایسے خوش ہوا جیسے عید کا چاند دیکھ لیا ہو۔ وہ اپنی نشست سے اُٹھا اور اسکے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ پھر وہ اس سے اپنی تمام تر قوت کے ساتھ لپٹ گیا۔ دنیا میں واحد وہ شخص تھا جس کیلیے وہ اپنا کام چھوڑ سکتا تھا اور جان بھی دے سکتا تھا۔ پانچ منٹوں کے بعد وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے دیوانے تھے

۔پھر وہ احد کو لیکر ایک طرف پڑے صوفے پر بیٹھ گیا۔اور انٹر کام پر دو کپ کافی کا آرڈر دیا۔ان سب کاموں سے فراغت کے بعد وہ اسکے سامنے بیٹھ گیا اور بولا" جگر بول اس دفعہ دیدار بڑے دنوں بعد دیدار کروایا ہے" اس نے نروٹھے پن سے کہا ۔"بس یار مصروفیت ہی سے فراغت نصیب نہیں ہوتی۔۔تُو تو جانتا ہے میری مصروفیت کو" اتنی دیر میں ملازم کافی دینے آیا اور آہل نے کافی کی ٹرے تھامی اور ایک کپ موحد کیطرف کر دیا اور خالی ٹرے کو سامنے پڑے ٹے بل پر رکھ دیا۔

☆☆☆☆☆

(جاری ہے۔)

نوٹ

فتح بقلم بیا شیخ پڑھنے کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ نظرِ ثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہو اگر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تا کہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار

ادارہ (نیو ایرا میگزین)

New Era Magazine